تعالیٰ اللہ الملک الحق

رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے

چالیس ارشادات کا مجموعہ

اربعین

زندگی کے مختلف شعبوں پر مشتمل

اسلامی تعلیمات کا گلدستہ

مرتبہ: حضرت مولانا محمد میاں صاحب

شیخ الحدیث، وصدر مفتی مدرسہ امینیہ، دہلی

بفرمایش حضرات اہل خیر

وفقھم اللہ احسن توفیق وکثر اللہ امثالھم

بِسْمِ اللّٰہِ الرحمٰنِ الرحِیْمِ

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الّذین اصطفیٰ .

اگر انسان مرنے کے بعد کوئی حقیقت رکھتا ہے۔ اگر اس کی زندگی اسی حد پر ختم نہیں ہو جاتی جس کا نام موت ہے تو عقل و دانش کا تقاضا ہے کہ ہماری موجودہ زندگی ایسی ہونی چاہیے جو مابعد الموت کے لیے بہتر بنیاد بن سکے۔

اچھے تخم کا پھل بھی اچھا ہوتا ہے، بشرطیکہ اس کی تربیت بھی اچھی ہو۔ اس دُنیا میں اگر ہر ایک ترقی اور ہر ایک بہترائی کے لیے کچھ ضابطے ہیں تو مابعد الموت کی بہترائی کے لیے بھی کچھ ضابطے اور قاعدے ہونے چاہئیں۔

اِس دنیا میں ہم ترقی اور بہترائی کی صورتیں تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں لیکن مابعد الموت کا ہم مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارے مشاہدوں کی حد موت پر ختم ہو جاتی ہے۔ ہم ایسے عالم میں ہیں جس کا تعلق قبل الموت سے ہے۔ مابعد الموت کا عالم دوسرا ہے جو ہمارے مشاہدہ سے بالا ہے۔ اب تک کوئی ایسی دور بین ایجاد نہیں ہوئی جو مابعد الموت کا مشاہدہ کرا سکے۔

دُنیا میں آج تک کوئی شخص مرنے کے بعد واپس نہیں ہوا کہ وہ اپنے تجربہ کے نتائج بتا سکتا۔

پس یہ سوال بہت ہی اہم ہے کہ مابعد الموت کی بہترائی اور ترقی کے راستے کس طرح معلوم کریں۔

اِسی قسم کا ایک نہایت اہم سوال اور بھی ہے۔

وہ خدا جس نے انسان کو پیدا کر کے نہ صرف یہ کہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے راستے بتائے بلکہ وہ تمام چیزیں خود فراہم کر دیں جو انسان کے بقا اور ترقی کے لیے بنیادی طور پر ضروری تھیں۔

جیسے ہی انسان نے جنم لیا۔ اُس نے آغوشِ مادر میں جہاں وہ چین اور راحت محسوس کرتا تھا۔ خاص اُس مقام پر جہاں اُس کا منہ رہتا ہے دودھ کے فوارے پیدا کر دیئے۔

یہ بچہ دنیا کی کسی چیز سے قطعاً واقف نہیں ہے مگر اس بات سے صرف واقف ہی نہیں بلکہ اس کا ماہر اور مشاق ہے کہ دودھ کے اِن قدرتی فواروں سے دودھ کس طرح چوسے۔

اس بے بسی کے عالم میں اُس کو نگراں اور خدمت گذار کی ضرورت تھی تو ماں کی فطرت میں وہ محبت بھر دی کہ اُس نے نہ صرف ایک خدمت گذار کی طرح بلکہ جاں نثار اور سچے فدائی کی طرح ہنسی خوشی اس کی ہر خدمت انجام دی اپنا تمام آرام اور چین اُس کی خدمت پر قربان کر دیا۔

باپ کو محبت و شفقت کا پیکر بنا دیا جس نے بچہ کی پرورش اور اس کی ترقی کو اپنی زندگی کا مقصود اور اپنی تمام سرگرمیوں کا خوشگوار نصب العین قرار دے لیا۔

غذا کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے پہلے ہوا کی ضرورت تھی تو اُس نے انسانی بود و باش کے چپہ چپہ کو ہوا سے لبریز کر دیا۔ حرارت۔ روشنی اور خاص انداز کی ٹھنڈک جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہے تحقیق کیجیے کیا کسی انسان نے ان کا انتظام کیا ہے؟ یا انسانوں کی کسی حکومت کی فیکٹری ان چیزوں کو فراہم کر رہی ہے۔

پھر جیسے جیسے وہ زندگی کے میدان میں قدم بڑھاتا ہے اُس کے لیے طرح طرح کی غذائیں۔ قسم قسم کے پھل۔ گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے سائے مکانات اور وہ چیزیں جن سے اُس کا لباس و پوشاک تیار ہو، فراہم ہوتی رہتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جس خدا نے اِنسان کی اس زندگی کے لیے یہ تمام سامان فراہم کیا۔ پھر ان سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو عقل عطا فرمائی جس نے قدرت کے ان عطیوں کو خاص ترتیب سے مرتب کر کے اس تمدن کو جلوہ گر کیا جس پر ہمیں ناز ہے۔

کیا اس خدا نے ایسی صورتیں تجویز کی ہیں جن سے انسان مابعد الموت کی خوبی اور بہترائی کے راستے معلوم کر سکے۔

وہ خدا جو اس زندگی کے سامان فراہم کرنے میں اس درجہ فیاض اور رحیم و کریم ہے کیا یہ بات تصور میں آسکتی ہے کہ مابعد الموت کی فلاح و بہبود اور اس کی بہترائی کی صورتیں بتانے میں وہ معاذاللہ بخیل ہو گیا، اُس کے رحم و کرم کے چشمے خشک ہو گئے۔

یہ ہمارا تمدّن جو ترقی کرتے کرتے اس منزل تک پہنچا ہے، اُس کے ہر دَور میں کچھ موجد ہوئے ہیں جن کو فن کی مہارت کے ساتھ قدرتی طور پر ایک خاص ذہن عطا ہوا تھا۔ اُس ذہن میں کچھ تصوّرات پیدا ہوئے وہ خیالات و تصوّرات نیچر اور قدرت خداوندی کا خاص کرشمہ تھے۔ ان خیالات کو منضبط کیا گیا۔ تجربہ کی کسوٹی پر اُن کو کسا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن خیالات نے ایجاد کی صورت اختیار کر لی۔

سوال یہ ہے کہ کیا روحانیت کے سلسلہ میں بھی ایسا ہوا ہے کہ جیسے جیسے انسان کی صلاحیت اور قابلیت، روحانیت کے بارے میں ترقی کرتی رہی، رُوحانیت کے پاکباز ماہرین میں ایسے امام اور پیشوا پیدا ہوئے جن کے پاک ذہنوں کو ہادیٔ

فطرت نے وہ طریقے سمجھائے جن سے انسان کی روحانیت کامل ہو اور اس کی وہ لازوال اور ابدی زندگی جو مرنے کے بعد سے شروع ہوگی بہتر اور ترقی پذیر ہو سکے۔

اِنسان اور اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا اور اس کو درجہ بدرجہ ترقی دیتے ہوئے اُس کی پرورش کرنے والا خدا کہتا ہے کہ بیشک! بیشک! اُس نے انسان کی اُخروی (مابعد الموت کی زندگی) کی فلاح اور بہبود کے لیے اسی رحمت اسی فیاضی سے کام لیا ہے جو اس عالم کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے۔

بیشک اُس نے ایسے کامل پیدا کیے جنھوں نے روحانیت کے راستوں کو سمجھا، اُن پر قدم بڑھا کر دنیا کو اعلیٰ کردار کا سبق دیا۔ نہایت بلند اور پاکیزہ اخلاق پیش کر کے اپنی سچائی کا کھلا ہوا ثبوت دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہ راستے بتائے جن پر چل کر انسان مابعد الموت فلاح و بہبود حاصل کر سکتا ہے۔

اس بتانے میں اُس نے بہت احتیاط سے کام لیا۔

تمدّن اور سائنسی ترقیات کے موجدوں کے ذہن میں جو خیالات ڈالے گئے وہاں کوئی شرط صداقت، پاکدامنی، اعلیٰ اخلاق پاکیزہ زندگی اور خدا سے رابطہ رکھنے کی نہیں تھی، وہاں صرف یہ شرط تھی کہ اس فن کی مہارت رکھتا ہو۔ دوسری شرط یہ تھی کہ ذہن رسا کے ساتھ اس فن کی ترقی کی لگن دل میں ہو۔ مگر رُوحانیت کے ان رہنماؤں کے لیے جس طرح اعلیٰ اخلاق، صداقت، دیانتداری، خوف خدا اور خدا پر مکمل اعتقاد اور اعتماد، زندگی کی پاکبازی جیسی شرطیں تھیں اسی طرح یہ بھی ہوا کہ ان کو یہ راستے اس طرح بتائے اور سمجھائے گئے کہ ان کو مکمل یقین ہو تا رہا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو یہ باتیں سمجھا رہا ہے۔ جو کچھ ہماری سمجھ میں آرہا ہے یا ہمیں بتایا جا رہا ہے وہ باطل اور غلط تصوّرات یا خود ہمارے ذہن کی ایجاد و اختراع

نہیں ہے، بلکہ یہ روشنی خدا کی روشنی ہے جو ہمیں منوّر کر رہی ہے اور یہ کلام خدا کا کلام ہے جو ہم تک پہنچ رہا ہے۔

نبی اور رسول

روحانیت کے ایسے کامل اور مکمل ماہرین جن کو خدا کی طرف سے ایسے محفوظ اور یقینی طور پر رُوحانی اور اُخروی فلاح و بہبود کے طریقے بتائے گئے، نبی اور رسول کہلاتے ہیں اور بتانے کے اس محفوظ طریقے کا نام ''وحی'' ہے۔

قرآن

سب سے آخری نبی جن پر ترقی روحانیت کے کورس کی تکمیل کی گئی، اُن کو انسانی فلاح و بہبود اور رُوحانیت کی انتہائی ترقی کا راستہ ایک مکمل کلام کے ذریعہ بتایا گیا۔ جو اللہ کا کلام ہے، جس کو قرآن شریف کہا جاتا ہے جو کتابی شکل میں ہمارے سامنے ہے، وہ خود اپنی صداقت کی دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ وہ معجزہ ہے یعنی کوئی اِنسان اُس جیسا کلام یا اُس جیسے کلام کا کوئی ایک جزو (سورت) پیش کرسکتا ہے، نہ انسانوں کی مجموعی طاقت اُس جیسا کلام یا اُس جیسے کلام کا جزو (سورت) مرتب کرسکتی ہے۔

قرآن شریف میں یہ چیلنج بار بار دہرایا گیا ہے کہ اگر تمہیں اس کلام کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے تو اس کی نظیر لے آؤ۔ تم اپنے آپ کو ناکافی سمجھتے ہو تو جو بھی تمہارے ہم نوا ہیں سب کو بلالو اور سب کی مجموعی طاقت سے اور مجموعی ذہانت سے ایسا کلام مرتب کرلو۔

دوسری دلیل محمد رسول اللہ ﷺ کی پاک زندگی ہے۔ آپؐ جیسا صداقت پسند۔ دیانتدار جس کو اُس کے بدترین دشمن بھی صادق اور امین مانتے ہوں۔ جس کے دل پر ہر وقت خوفِ خدا کا ایسا غلبہ رہتا ہو کہ وہ اس خوف و خشیت کے باعث زندگی کی تمام راحتوں کو تج دے اُس کے سامنے جو کچھ ہو وہ یادِ خدا ہو۔ احکامِ خداوندی کی تعمیل ہو اور اسی لیے اُس کی زندگی کا ہر لمحہ وقف ہو۔ ناممکن ہے کہ وہ اپنے اُس خدا پر بہتان باندھے جس کی عظمت سے وہ ہر وقت لرزتا رہتا ہے اور جو کلام اُس کا نہ ہو وہ اُس کو کلام اللہ کہہ کر دنیا کے سامنے پیش کرے۔

قرآن شریف کے نازل کرنے والے خدا نے قرآن کریم کی حفاظت کی گارنٹی خود لی۔ کہ ناممکن ہے کہ رہتی دنیا تک کبھی بھی اُس میں ایک نقطہ یا ایک شوشہ کا فرق آسکے۔ اور اسی بنا پر اُس نے اعلان کر دیا کہ اب کسی اور کلام کی ضرورت نوع انسان کو نہیں پیش آئے گی کیونکہ یہ کلام خود مکمل ہے اس میں اضافہ کی گنجائش نہیں ہے اور چونکہ ہمیشہ محفوظ رہنے والا ہے لہٰذا تجدید و اصلاح کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

تقریباً پندرہ سو برس گذر گئے دنیا ان دعوؤں کی صداقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔

ماننا نہ ماننا انسان کا اپنا فعل ہے مگر حقیقت اپنی جگہ حقیقت ہے وہ کسی کے نہ ماننے سے بدلی نہیں جاسکتی۔

حدیث

محمد رسول اللہ (ﷺ) کے قلبِ مبارک پر یہ کلام نازل ہوا تو آپ کا ضمیر جو

طبعی اور فطری طور پر روشن تھا، اب آفتاب بن گیا۔ خود اس سے نور کی کرنیں پھوٹنے لگیں۔

یہ کرنیں کیا ہیں۔ یہ کلام اللہ کی تشریحات ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے وقتاً فوقتاً صادر ہوئیں۔ قرآن شریف نے جگہ جگہ تصدیق کر دی کہ یہ تشریحات جو رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی پیش کر رہی ہے یہ سب قابل احترام اور واجب العمل ہیں۔ کیونکہ وہ جو کچھ کہتا ہے وہ اس کا اختراع نہیں۔ وحی الٰہی کی تشریح ہے۔ اس کا جو بھی عمل ہے وہ رضائے الٰہی کی تصویر ہے۔ مَایَنطِقُ عَنِ الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یُوحٰی (سورہ والنجم) (وہ اپنے دل کی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔ جو کچھ وہ بتاتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو نازل کی جاتی ہے) لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (احزاب) تمہارے لیے رسول اللہ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ عمل ہے۔

اِنھیں تشریحات اور عملی نمونوں کا نام حدیث ہے جس کی جمع احادیث ہے۔

قرآن اور حدیث میں فرق

قرآن اور حدیث میں ایک فرق یہ ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے "تعالیٰ شانہ" اور حدیث کلامِ محمد ہے (ﷺ)

دوسرا فرق ثبوت کے لحاظ سے ہے۔

قرآن حکیم کا نزول نہایت احتیاط سے ہوا۔ عالم بالا کی تمام طاقتیں اُس کی حفاظت میں مصروف رہیں۔

خود آنحضرت ﷺ کا ذہن مبارک اس کو صحیح طور پر لے گا اور اُس کو صحیح صحیح

طور پر ترتیب کے ساتھ ادا کرے گا۔ اس کی ذمہ داری بھی ربّ العالمین نے لی۔ جس کا یہ کلام ہے۔ پھر جیسے ہی آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک نے کلام اللہ کی تلاوت کی، سننے والوں نے اس کو ہر طرح محفوظ کرنا شروع کر دیا اس زمانہ میں کاغذ نہیں تھا۔ اہم دستاویزیں لکڑی کی تختیوں، درخت کے مضبوط پتوں، چمڑے کے ٹکڑوں، سونے چاندی یا تانبے کے پتروں پر لکھی جاتی تھیں۔ اسی طرح قرآن پاک کی آیتیں لکھی گئیں۔ حافظہ میں محفوظ کی گئیں۔ نمازوں میں اُن کی تلاوت ہونے لگی۔ سیکڑوں صحابہ نے پورا قرآن حکیم محفوظ کرلیا۔ یہ حضرات قراء اور حفاظ کہلاتے تھے۔ پورا قرآن وردِ زبان رہتا۔ یہ اس کو پڑھتے دوسروں کو پڑھاتے رہتے۔

آنحضرت ﷺ کی جیسے ہی وفات ہوئی سرکاری طور پر اس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ پریس اس زمانہ میں نہیں تھا۔ جلیل القدر صحابہ کا ایک عملہ مقرر کیا گیا جس نے پورے قرآن پاک کو یکجا کتابی شکل میں مرتب کر کے سرکاری حفاظت خانہ میں محفوظ کر دیا۔ یہ خلیفہ اوّل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان کارنامہ تھا۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں اس کی پانچ نقلیں صوبائی حکومتوں کے حوالہ کی گئیں تاکہ جن کو قرآن پاک زبانی یاد ہے یا جنھوں نے اپنے طور پر لکھ کر رکھ رکھا ہے اُس میں کسی جگہ شک و شبہ ہو تو اس کی تصحیح کرلیں۔ اس کے علاوہ جو تحریریں یا یادداشتیں ہیں انھیں ختم کر دیں۔ پھر ان پانچ نسخوں سے ہزاروں نسخے تیار ہوئے۔ ہر صوبہ کے مرکز میں قرآن پاک کو پڑھانے والے معتمد اور جلیل القدر علماء مقرر کیے گئے۔ جنھوں نے لگن اور شغف اور پوری ذمہ داری سے اس خدمت کو ایک مقدس خدمت اور عبادت سمجھ کر انجام دیا۔

پھر ضرورت پیش آئی کہ جن کی زبان عربی نہیں ہے اُن کے لیے قرآن

پر حرکتیں لگادی جائیں تو سرکاری طور پر ماہرین کا تقرر اس خدمت کے لیے کیا گیا اُنھوں نے نہ صرف زیر و زبر لگائے بلکہ یہ بھی مقرر کردیا کہ فقرہ کہاں ختم مانا جائے کہاں سانس روکا جائے، کہاں مسلسل پڑھا جائے، اس کی علامتیں مقرر کرکے قرآن پاک پر لکھی گئیں۔

اس کے بعد اسلامی حکومت نے اگرچہ کوئی عملہ مقرر نہیں کیا۔ مگر قرآن حکیم نے جو اعلان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اُس کا محافظ ہے اس کی عملی صورت یہ نمودار ہوئی کہ مسلمانوں کی جماعتیں خود بخود قرآن پاک کی خدمت کی طرف متوجہ ہوئیں۔

ایک جماعت یعنی مسلمانوں کا ایک خود کار ڈیپارٹمنٹ اس لیے قائم ہو گیا کہ اُس نے قرآن پاک کے لہجے محفوظ کیے۔ یعنی یہ کہ کس حرف کو کس طرح ادا کیا جاتا ہے۔ یہ قاری صاحبان کی جماعت ہے۔

قدرتی طور پر ایک بہت بڑی جماعت جس کی تعداد ہر زمانہ میں لاکھوں رہی ہے اِس پر آمادہ ہو گئی کہ پورے قرآن پاک کو حفظ کرلے اور ہر سال رمضان شریف میں پورا قرآن سناتی رہے، دوسرے حافظ سنتے رہیں، اگر کہیں کوئی معمولی غلطی بھی بھولے سے ہو جائے تو فوراً لقمہ دیدیں اور صحیح کردیں۔

ایک نہایت خاموش جماعت وہ بھی جس نے قرآن پاک کے تمام حروف گنے کتنے سین ہیں کتنے ص ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ایک جماعت وہ ہوئی جس نے لکھنے کے طریقے کی نگرانی کی۔ جس طرح جو لفظ پہلے لکھا گیا ہے وہ اسی طرح لکھا جائے۔ "یاسین" پہلی دفعہ اس طرح لکھا گیا یٰسٓ۔ وہ اسی طرح لکھا جائے گا۔

پس قرآن اور حدیث کا دوسرا فرق یہ ہے کہ حفاظت کی جو صورتیں

قرآن حکیم میں ابتدا کی گئیں یہ صورتیں حدیث کے سلسلہ میں ابتدا سے نہیں ہوئیں دوسری صدی ہجری کے تقریباً ابتدا سے احادیث کے سلسلہ میں بھی اس طرح کی خدمات ہونے لگیں۔ حکومت بھی احادیث کے محفوظ اور منضبط ہونے کی طرف متوجہ ہوئی لیکن پہلی صدی ایسی گذری کہ اس میں حفاظت واحتیاط کی یہ صورتیں رائج نہیں تھیں۔

یہ تو ہوتا رہا کہ دلچسپی رکھنے والے حضرات احادیث کو نوٹ کرتے رہے۔ خود آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے چند حضرات تھے جو آنحضرت ﷺ کے ارشادات (ملفوظات) قلمبند کرلیا کرتے تھے باقی عام طور پر لوگ ذہنوں میں محفوظ رکھتے تھے۔ البتہ صحابۂ کرامؓ سے سننے والے حضرات میں زیادہ تر وہ رہے جنھوں نے قلمبند کرکے محفوظ رکھا۔ ان حضرات کو جنھوں نے صحابہ کرام سے استفاضہ کیا (رضی اللہ عنہم) تابعین کہا جاتا ہے۔

تابعین کا یہ دور ختم نہیں ہوا تھا کہ احادیث کے باضابطہ محفوظ اور مرتب کرنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس سلسلہ نے کچھ عرصہ بعد عام تحریک کی شکل اختیار کرلی دوسری صدی کا دوسرا نصف اس تحریک کا دَورِ شباب تھا جب کہ ریسرچ اور تحقیقات وتنقیدات کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔

بیشمار طلبہ اور اسکالر اس میں مصروف تھے کہ جہاں سے بھی رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد (حدیث) ملے وہ اس کو حاصل کریں۔

اگر یہ بات معلوم ہوتی کہ پانچ سومیل کی مسافت پر کوئی پاکباز بزرگ ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے کوئی بات بیان کرتے ہیں تو یہ طلبہ پانچ سو میل کی مسافت طے کرکے وہاں پہنچتے اُن سے وہ احادیث نقل کرتے۔ ساتھ

ساتھ بیان کرنے والے کے حالات، کیرکٹر اور اسکی صلاحیت و قابلیت کا بھی جائزہ لے لیتے کہ یہ اس قابل ہے یا نہیں کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کی روایت کر سکے۔

یہ بات کافی نہیں تھی کہ کسی بزرگ عالم نے یہ بیان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا یہ عمل کیا تھا بلکہ یہ بھی ضروری تھا کہ وہ بزرگ یہ بھی بیان کرتا کہ اُسے یہ حدیث کن واسطوں سے پہنچی ہے اس طرح اس کو تمام بزرگوں کے نام لینے پڑتے تھے جنھوں نے سلسلہ بسلسلہ اس کو سنا اور نقل کیا ہے۔ اب جو نام سامنے آتے اُن کے متعلق یہ ضروری تھا کہ اُن کے کیرکٹر کی تحقیق کی جائے۔ کیرکٹر میں کوئی بھی خامی ہو۔ مثلاً یہ ثابت ہو جائے کہ کسی وقت اُس شخص نے غلط بیانی کی تھی۔ یا باوقار اور سنجیدہ علماء کے طرزِ عمل کے خلاف کسی غیر سنجیدہ مجلس میں شرکت کی تھی۔ بلا ضرورت سیر سپاٹے میں وقت ضائع کیا تھا، کھانے پینے کے طریقوں یا عام معاشرت یا آداب مجلس کے لحاظ سے غیر سنجیدہ تھا تو ایسا شخص قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ اس کی روایت ضعیف اور نا قابل استدلال قرار دی جاتی ہے۔ جو بزرگ صوم و صلوٰۃ کے پابند شب بیدار محتاط زندگی گذارنے والے تھے وہ بھی تنقید سے محفوظ نہیں رہتے تھے۔ باہمہ تقدس اُن کے متعلق یہ تحقیق کی جاتی تھی کہ اُن کے حافظہ میں تو فرق نہیں تھا وہ ایسے سادہ لوح تو نہیں تھے کہ اپنی طرح ہر ایک کو نیک سمجھ کر اس کی بات صحیح مان لیں یا کچھ کا کچھ سمجھ جائیں۔

یعنی ہر طرح کے تقدس کے ساتھ یہ بھی ضروری مانا جاتا تھا کہ اس کا حافظہ صحیح ہو۔ خود اس میں بات کے تولنے اور موازنہ کرنے کی صلاحیت ہو وہ روایتوں پر تنقید کر کے کھرے کھوٹے میں فرق کر سکے۔ پھر اس کی عمر بھی ایسی ہو کہ قوتِ حافظہ بحال رہ سکے۔

غرض دوسری صدی میں تحقیق و تنقید کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کتابی شکل میں مرتب کیے گئے اور اس کے بعد سے ان کتابوں کی حفاظت کی وہ تمام صورتیں عمل میں لائی گئیں جو انسانی طاقتوں میں ممکن ہیں۔

یہ قرآن و حدیث کا دوسرا فرق ہے۔

اربعین یا چہل حدیث

بڑے آدمیوں کی باتیں بھی بڑی مانی جاتی ہیں اسی لیے اُن کو خاص طور پر نوٹ کیا جاتا ہے اور پھر اُن کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ کبھی اُن سے خود اپنے لیے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور کبھی ان کو اپنی دلیل میں پیش کیا جاتا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سب سے زیادہ مستحق حفاظت اور مستحق یادداشت ہیں۔ کیونکہ آپ کو صرف دنیا کی بڑائی نہیں بلکہ دنیا اور دین دونوں کی وہ بڑائی حاصل ہے کہ اس کے بعد صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا درجہ رہ جاتا ہے۔

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

آنحضرت ﷺ کے ارشادات ہمارے لیے روشنی کے مینار ہیں وہ کلامِ الٰہی کی تشریحات ہیں۔ لہٰذا ان کی اشاعت کلامِ الٰہی کی اشاعت ہے۔

اب اس سے بڑھ کر دین و ملت کی خدمت کیا ہو سکتی ہے کہ جو چیزیں دین کی بنیاد ہیں عام انسانوں کو اُن سے آگاہ کریں اور جو نور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میسر آیا ہے وہ دوسروں تک پہنچائیں۔

بیشک اُس کی افضل ترین صورت یہ ہے کہ پورے قرآن شریف کی تفسیر یا احادیث کا مکمل ذخیرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل

وکرم کا ایک درجہ یہ بھی رکھا ہے کہ ہم احادیث مقدسہ کی ایک خاص تعداد کی اشاعت کریں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دینی باتوں کے متعلق چالیس حدیثیں میری امت کے لیے محفوظ کر دے (یعنی خود یاد کر کے اُن کو یاد کرائے اور سمجھائے یا اُن کی اشاعت کرے) اللہ تعالیٰ اس کو ایک سمجھدار عالم کی حیثیت سے اُٹھائیگا اور قیامت کے روز میں (آنحضرت ﷺ) اُس کا شفیع اور گواہ رہوں گا۔

اربعین کی نوعیت

یہ چالیس حدیثیں انسانی زندگی کے کسی ایک شعبہ مثلاً عبادت یا تجارت۔ یا مثلاً صنعت و حرفت۔ یا مثلاً نماز روزہ کے متعلق بھی ہوسکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ چالیس حدیثیں ایسی منتخب کی جائیں جو انسانی زندگی کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھتی ہوں تو ظاہر ہے یہ مجموعہ اصلاح اور تبلیغ کے نقطۂ نظر سے زیادہ مفید اور زیادہ کار آمد ہوگا، اس لیے چہل حدیث مرتب کرنے والے حضرات عموماً یہی کوشش کرتے ہیں کہ چہل حدیث کو یک رنگ نہ رکھا جائے بلکہ اس کو رنگ برنگ پھولوں کا دستہ بنادیا جائے۔ آپ کے سامنے جو چہل حدیث کا مجموعہ پیش کیا جارہا ہے وہ اسی رنگ برنگ پھولوں کا گلدستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے سبق لینے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

محمد میاں عفی عنہ وعن والدیہ

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ - ۲۹ دسمبر ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احتساب — سب سے پہلے اپنے آپ کو جانچو

قال رسُول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم

لَا تَزُوْلُ قَدْمَا عَبْد حَتّٰی یُسْئَالَ عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ وَ عَنْ عِلْمِهٖ فِیْمَا فَعلَ فِیْهِ . وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَهٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَ عَنْ جِسْمِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهٗ (ترمذی شریف)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"(میدان حشر میں جب بندہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوگا) تو اُس کے قدم اُس جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹ سکیں گے جب تک اُس سے اِن باتوں کا حساب نہ لے لیا جائے۔

عمر۔ کن کن کاموں میں فنا کی۔

علم۔ علم سے کیا کام لیا۔ جو کچھ جانتے تھے اس پر کیا عمل کیا۔

مال۔ کہاں سے کمایا۔ کن کاموں میں خرچ کیا۔

جسم۔ کن کاموں میں کھپایا۔"

فائدہ : زندگی میں ضبط و نظم۔ خود اپنے اوپر اور اپنے کاموں پر کنٹرول۔ دنیا میں بھی ترقی۔ کامیابی اور نیک نامی کا ذریعہ ہے۔ اور آخرت کی کامیابی کے لیے بھی ضروری ہے۔ یہی ضبط و نظم اور کنٹرول اگر صحیح راستہ پر ہو اور مشکلات کے باوجود اسی پر انسان جما رہے تو اس کا نام ”صبر“ ہے۔ جو خود ایک طاقت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے استعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ ۔مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے۔ نماز سے مدد کی بنیاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا اپنے رب سے بات چیت سرگوشی اور کانا پھوسی کرتا ہے۔ پس یہ تمام طاقتوں سے بڑھ کر طاقت ہے۔ واللہ اعلم۔

دستورِ اساسی

(۲) قال رسول الله صلّی علیه وسلّم

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ طَرْفُهٗ بِیَدِ اللّٰهِ وَ طَرْفُهٗ بِاَیْدِیْکُمْ . فَتَمَسَّکُوْا بِهٖ فَاِنَّکُمْ لَنْ تَضَلُّو بَعْدَهٗ اَبَدًا (طبرانی بحوالہ الترغیب والترہیب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ قرآن اس کا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک کنارہ تمہارے ہاتھ میں۔ پس اس کو مضبوطی سے سنبھالے رکھو۔ کیونکہ اگر تم نے قرآن حکیم کا دامن مضبوطی سے سنبھال لیا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔

ذمہ داری اور حدودِ ذمہ داری

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں جہاں اس کا بس چل سکتا ہے وہ ملتِ اسلامیہ کے دستورِ اساسی یعنی قرآن حکیم کی تعلیمات پر عمل کرائے۔اور خود بھی عمل کرتا رہے۔

(۳) قال رسُولُ اللّٰہ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ و کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَ ھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ راعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ ھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ. وَالمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْت زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَ ھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ . وَعَبْدُ الرَّجلْ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ . (صحاح)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یاد رکھو۔ تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہو گی۔ پس

امام (سربراہ[1]) جس کا اقتدار اور اثر سب پر ہے وہ ذمہ دار ہے اور اس سے اُس کے زیر اثر لوگوں کے متعلق باز پرس ہوگی۔

مرد ۔ اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے۔ اس سے اس ذمہ داری کے متعلق باز پرس ہوگی۔

عورت۔ شوہر کے گھر اور اُس کے بچوں کی ذمہ دار ہے اس سے ان کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

غلام یا خادم۔ اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔

پس یاد رکھو

ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص جواب دہ ہے۔
اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق جواب طلب کیا جائے گا۔
(کیا اُس نے نبھایا۔ اپنی ذمہ داری پوری کی۔ یعنی جو زیر اثر تھے اُن کی اصلاح کی تدبیریں سوچیں اور اُن پر عمل کیا۔ ماتحتوں کو مجبور کیا کہ وہ شریعت کی پابندی کریں۔ اگر پوری کوشش نہیں کی تو خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہوگی۔)

آنے والی حدیثوں میں وہ احکام ملاحظہ فرمایئے جن پر عمل کرنا اور عمل کرانا ضروری ہے۔

---

[1] جہاں خود امام یعنی خلیفۃ المسلمین یا سلطان نہیں ہے وہاں اس کے نائب اور وہ لوگ جو با اثر مانے جاتے ہیں۔ مثلاً رہنما، لیڈر، پنچ، گاؤں کے مکھیا، میر محلّہ، پرنسپل، مہتمم، ذمہ دار ہیں۔

ایمان، اسلام، تزکیۂ باطن اور تعمیرِ رُوحانیت
(تصوف)

(۴) فی حدیث جبریل قال صلّی اللہُ عَلیہِ وسَلّم :

الایمان اَنْ تُوْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلَائِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْآخرِ (و فی روایۃ) وَتُوْمِنَ بالجَنَّۃِ وَالنَّارِ. وَالْحِسَابِ وَالْمِیْزَانِ. وَ تُوْمِنَ بِالْقَدْرِ. خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ .

وَالاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ تُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَ تُوْتِی الزَّکٰوۃَ. وَ تَحُجَّ الْبَیْتَ اِنْ اِسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً.

وَالاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ . (صحاح)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایمان ۔ یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ۔ اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں اور روزِ آخرت (قیامت) پر اور جنت اور دوزخ پر ایمان لاؤ اور یہ یقین رکھو کہ قیامت کے روز حساب ہوگا اور ترازو ہوگی (جس میں اعمال تولے جائیں گے) اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔

اسلام۔ یہ ہے کہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں نماز ٹھیک ٹھیک (یعنی جماعت کی پابندی، خشوع و خضوع اور دل کی توجہ کے ساتھ) اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور بیت اللہ شریف کا حج کرو۔ اگر راستہ کی ضروریات برداشت کر سکو۔ (یعنی اپنے مصارف اور گھر کے خرچ کی گنجائش ہو)

احسان۔ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اُس کو دیکھ رہے ہو۔ کیونکہ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے (مدار اُس کے دیکھنے پر ہے۔ جیسے اندھے شاگرد کو اگر یقین ہو کہ اس کا اُستاد اس کو دیکھ رہا ہے تو اگرچہ وہ استاد کو نہیں دیکھ سکتا مگر ادب اور احترام اتنا ہی کرتا ہے جتنا دیکھنے کی صورت میں کرتا ہے)

فائدہ۔ آنحضرت ﷺ کی نظر کیمیا اثر کی یہ تاثیر تھی کہ جیسے ہی کوئی شخص اسلام سے مشرف ہوتا اُس کے اندر یہ کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ صحابہ کرام کی مجلس اور اُن کے فیض صحبت کا بھی یہی اثر رہا کہ صرف اُن کے ارشادات اور اُن کے مخلصانہ وعظ و پند سن کر دلوں کے زنگ دور ہو جاتے اور عبادت میں شہود و حضور اور توجہ الی اللہ کی یہ کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ اس کے بعد علماء کرام نے یہ کیفیت پیدا کرنے کے لیے قرآن شریف اور احادیث سے اخذ کر کے ذکر۔ مراقبہ اور ریاضت کی صورتیں تجویز کیں جن کو اعمال صوفیہ اور اُن پر عمل کرنے کو تصوف کہا جاتا ہے۔

معیار اور کسوٹی

(۵) قَال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسَلّم
لَا یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُونَ هَوَاهُ تَبْعًا لِمَا جِئتُ بِهٖ
(مشکوٰۃ المصابیح من شرح السنہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
کسی کا ایمان قابلِ ذکر نہیں ہے جب تک اس کی چاہ اور اس کے دل کا جذبہ اس تعلیم کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں پیش کر رہا ہوں۔

(یعنی) کمال ایمان یہ ہے کہ اسلامی تعلیم ایک جذبہ اور دل کا شوق اور ولولہ بن جائے۔ ماں، باپ، بہن۔ بھائی، بیوی، بچوں، دوست احباب، یا خاندان اور سوسائٹی کی کوئی بھی بات ہو۔ کسی قسم کا کوئی رواج، چلن یا رسم ہو۔ اگر وہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہو تو وہ آپ کو پسند ہو اور آپ کے دل کی چاہ بن جائے۔ ورنہ اس سے اتنی ہی نفرت ہو جتنی وہ اسلامی تعلیم کے مخالف ہے۔ یہی معنی ہیں عشقِ مولیٰ اور حبّ رسول کے

چنانچہ قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ”آپ بتا دیجیے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو اُس کی عملی صورت صرف یہ ہے کہ میری تعلیم کی پیروی کرو۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اے محمد (ﷺ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ جس معاملہ میں بھی اُن کے یہاں نزاع اور اختلاف ہو اُس کا فیصلہ آپ کے سپرد کردیں اور یہ سپرد کردینا بھی اس طرح ہو کہ آپ کا جو بھی فیصلہ ہو۔ اُس کے متعلق یہ اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور دل و جان سے اس کو تسلیم کرلیں۔ (سورہ نساء رکوع:۹، آیت:۶۵)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کمال ایمان یہ ہے کہ ماں باپ اور اولاد (وغیرہ) سب سے زیادہ مجھ سے محبت ہو[۱] (صحاح)

---

[۱] آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت ایک مومن کا ایمان اور اس کی سراسر سعادت ہے۔ مگر یہ عشق و محبت اعتدال پر رہنا چاہیے اور اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیشہ سامنے رہنا چاہیے لا تطرو نی کما اطرت النصاریٰ عیسی بن مریم. انما انا عبدہ و رسولہ فقولوا عبداللّٰہ و رسولہ (مسلم شریف)

(٦) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تَوَضَّاَ يَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوءِ ہٖ فَقَالَ لَهُمْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلٰی هٰذا قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اَوْ يُحِبُّه اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَ لْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا ائْتُمِنَ. وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ.

(مشکوۃ، باب الشفقۃ والرحمۃ)

آنحضرت ﷺ ایک روز وضو کر رہے تھے۔ جو ساتھی وہاں موجود تھے وہ وضو کا گرنے والا پانی لے لے کر اپنے اوپر ملنے لگے۔ آنحضرت ﷺ متوجہ ہوئے۔ فرمایا یہ کیوں کر رہے ہو۔ ساتھیوں نے عرض کیا۔ اللہ اور رسول کی محبت۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اس کا فرض یہ ہے کہ وہ جب بولے سچی بات بولے۔ جو امانت اس کے سپرد ہو اُس کو پورا پورا ادا کر دے اور جو اُس کے پڑوس میں رہے اُس سے اچھا برتاؤ کرے۔

سنت اور بدعت

(۷) قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم :

مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ اِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (ابوداؤد وترمذی وغیرہ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

سنت

جو میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت کچھ اختلاف دیکھیں، پس تم پر لازم ہے کہ میرے طریقہ اور اُن خلفاء کے بتائے ہوئے طریقہ پر پوری پابندی سے عمل کرو جو اسلام کے رہنما اور اللہ تعالیٰ کے یہاں صائب الرائے اور صحیح پیشوا تسلیم کیے گئے ہیں۔ انہیں کے طریقوں سے سند پکڑو اور ان کو کچلیوں (دانتوں) سے مضبوط تھام لو۔

بدعت

(ارشاد ہوا) جو باتیں بلا سند ایجاد کرلی جائیں اُن سے پرہیز کرو۔ ہرگز ہرگز اُن کے پاس مت جاؤ۔ کیونکہ ایسی بے سند باتیں جو ایجاد کرلی جائیں بدعت ہوتی ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے[1] اور ہر گمراہی دوزخ کا حصہ ہے۔ (صحاح)

---

[1] **سنت** : آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کا طریقہ اور عمل، قول اور فعل۔

بدعت : ایسی ایجاد جس کی کوئی سند نہ ہو اور اس کو مذہبی چیز مانا جائے۔ اگر مذہبی چیز نہیں مانی جاتیں جیسے شادی بیاہ کی رسومات تو ان کو بدعت نہیں کہا جاتا۔ البتہ اگر وہ خلاف شریعت ہوں تو اُن کو گناہ کہا جائے گا۔

عمل، اُس کی تاثیر اور جزاء

(۸) عن معاذٍ "رضی اللّٰہ عنہ" . قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِیَ الْجَنَّۃَ وَ یُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . تَعْبُدَ اللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَ تُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ. وَ تُؤْتِی الزَّکٰوۃَ . وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَیْتَ. ثُمَّ قَالَ اَلاَ اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ . اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ وَالصَّدَقَۃُ تُطْفِیُٔ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِیُٔ الْمَاءُ النَّارَ. وَصَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ. ثُمَّ تَلاَ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ . فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّۃِ اَعین جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ"

ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّکَ بِرَاسِ الْاَمْرِ وَ عَمُوْدِہٖ وَ ذَرْوَۃ سَنَامِہٖ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ . قَالَ رَاسُ الْاَمْرِ الْاِسْلاَمُ وَ عُمُوْدُہٗ الصَّلٰوۃُ وَ ذَرْوَۃُ سَنَامِہِ الْجِھَادُ ثُمَّ قَالَ اَلاَ اَدُلُّکَ بِمِلاَکِ ذَالِکَ کُلِّہٖ. قُلْتُ بَلٰی یَا نَبِیَّ اللّٰہَ فَاخَذَ بِلِسَانِہٖ فَقَالَ کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا

قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنَّا لَمُواخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمَ بِہٖ قَالَ ثَکَلَتْكَ اُمُّكَ یَا مَعَاذُ وَ ھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ (صحاح)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتا دیجیے جو مجھے جنت میں پہنچادے اور دوزخ سے دور کردے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کی عبادت کرتے رہو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ گردانو۔ نماز ٹھیک ٹھیک جماعت وغیرہ کی پابندی کے ساتھ پڑھتے رہو زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ رمضان شریف کے روزے رکھو اور بیت اللہ شریف کا حج کرو۔"

اس کے بعد سید الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

دیکھو! میں تمہیں خیر (دنیا و آخرت کی بھلائی اور کامیابی) کے دروازے بتاتا ہوں۔

(دیکھو) روزہ ڈھال ہے۔ (خواہشات نفسانی کو روکتا ہے، جس کے نتیجہ میں یہ روزہ دوزخ کی آگ سے پناہ کا ذریعہ اور ڈھال بن جائیگا۔)

(اور دیکھو) صدقہ۔ خیرات، گناہ کی گرمی کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو۔

(اور ہاں) مردِ خدا کی نماز جو وسطِ شب میں ہو۔ (تہجد)
یہ فلاح اور خیر کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ
نے آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔
(اُن کے (اللہ والوں کے) پہلو (کروٹیں) بستروں سے الگ
رہتے ہیں، پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کی
حالت میں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے راہِ خدا
میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ پس نہیں جانتا ہے کوئی متنفس کہ
اُن کے فعل کی جزا میں، اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا
کیا سامان چھپا کر رکھ دیئے گئے ہیں۔)

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے
مزید ارشاد فرمایا:

کچھ کام ایسے ہیں جو جڑ بنیاد اور "راس الامر" ہیں۔
کچھ کام ایسے ہیں جن کی حیثیت اُس عمود اور کھنبہ کی ہے جو
خیمہ کے بیچ میں ہوتا ہے جس پر خیمہ قائم ہوتا ہے۔
کچھ کام ایسے ہیں جن کو اسلام کے کوہان کا سب سے اوپر کا حصہ
کہنا چاہیے۔ یعنی اگر وہ وجود میں آتے ہیں تو اسلام کا بول بالا
رہتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ! کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں

یہ سب بتادوں؟"

حضرت معاذ۔ (رضی اللہ عنہ) ضرور ضرور یارسول اللہ۔ (ضرور بتایئے)

ہادی عالم ﷺ کا ارشاد ہوا:

راس الامر۔ اور جڑ بنیاد۔ اسلام ہے۔ اور عمود۔ (جس پر دین کا خیمہ قائم ہے) نماز ہے۔ اور اسلام کے کوہان کا سب سے اوپر کا حصہ جس سے اسلام کا بول بالا ہوتا ہے جہاد ہے۔ یعنی راہِ خدا میں پوری پوری کوشش کرنا۔ جان قربان کرنا، مال قربان کرنا۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ایک اور چیز ہے جس کو ان سب پر حاوی اور ان سب کا مالک کہنا چاہیے۔ اے معاذ کیا تم چاہتے ہو میں وہ بھی بتادوں۔

سیدنا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ۔ ضرور ارشاد فرمایئے یا نبی اللہ۔

آنحضرت ﷺ نے زبان پاک کو پکڑا۔ اور فرمایا: اس کو روکے رکھو۔

حضرت معاذ۔ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی کیا ان الفاظ پر بھی مواخذہ ہوگا جن کو ہم بولتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ۔ اے معاذ! تیرا ناس ہو۔ زبانوں کی یہی کھیتیاں اور زبان پر آئی ہوئی باتوں کے پھل ہی تو ہیں جو لوگوں کو اوندھے منہ آگ میں ڈال دیتے ہیں۔

(۹) قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ . وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ . وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ. اَلصَّلٰوةُ نُوْرٌ. وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ . وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ . وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْعَلَیْكَ. كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا. (مسلم شریف)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

پاکی[1] ایمان کا جز ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[2] میزان (اعمال کی ترازو) کو بھر دیتا ہے۔

اور سُبْحَانَ[3] اللّٰه وَالْحَمْدُ لِلّٰه زمین و آسمان[4] کے خلا کو

---

[1] دل کی پاکی برے عقائد اور برے خیالات سے جزو ایمان بلکہ شرطِ ایمان ہے۔ اور ظاہر کی پاکی اگر نہ ہو تو نماز جیسا فرض چھوٹ جائے۔ اس لیے ظاہر کی پاکی بھی جزو ایمان ہے۔

[2] ریڈیو نے ثابت کر دیا کہ جو لفظ زبان سے نکلتا ہے وہ پوری فضا میں اس طرح پھیل جاتا ہے کہ جہاں چاہیں آپ اس کو سن سکتے ہیں بس اس کا ثواب بھی اسی طرح پھیل جاتا ہے۔

[3] گویا زمین و آسمان کے درمیان کا خلا۔ ترازو اعمال کے پلہ کا دوگنا ہے کیونکہ ایک کلمہ یعنی صرف الحمد للہ سے وہ بھر گیا تھا۔

[4] قرآن حکیم میں سماء۔ یعنی آسمان کا لفظ آیا ہے اسکی حقیقت نہیں بیان کی گئی اور نہ یہ بتایا گیا کہ آسمان و زمین کے درمیان کا فاصلہ کتنا ہے۔ اور کسی آیت سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ چاند اور سورج آسمان کے بیچ میں نصب ہیں۔ بظاہر "سماء" ایک ایسی حقیقت ہے جو پورے نظامِ شمسی پر محیط ہے۔ واللہ علم بالصواب۔

پر کر[1] ڈیتے ہیں۔

نماز نور ہے۔

صدقہ۔ (مالی قربانی پختگی ایمان کی) دلیل ہے۔

صبر۔ روشنی[2] ہے۔

قرآن۔ عمل کرو تو تمہارے لیے دلیل ہے۔ اور عمل نہ ہو تو تمہارے خلاف دستاویز ہے۔

ہر شخص صبح کو اپنی جان کا سودا کرتا ہے۔ پھر اس کو آزاد کرا لیتا ہے یا ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

(خدا سے سودا کرتا ہے تو دینی اور دنیاوی تباہیوں سے نجات ملتی ہے
شیطان سے سودا کرتا ہے تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے)

---

[1] ان کا ثواب زیادہ ہے ایسے ہی زبان سے نکلنے والی بری باتوں کا عذاب بھی اتنا ہی سخت ہے۔ پس وزن کرنے کے بعد ہی ثابت ہو سکتا ہے کہ کسی انسان کا خیر زیادہ ہے یا شر زیادہ ہے۔

[2] پہلے گذر چکا ہے کہ صبر کا منشا یہ ہے کہ مضبوطی کے ساتھ جماؤ یعنی استقلال اور استقامت ہو اس سے کارِ خیر میں چمک اور روشنی پیدا ہوتی ہے روزہ میں بھی صبر کرنا پڑتا ہے اور جہاد وغیرہ میں بھی یہ سب چیزیں نور پیدا کرنے والی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی خاص ہدایت یہ ہے کہ نیک کام جو بھی ہو پابندی سے ہو۔

(۱۰) قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَومِ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِيْ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَة. وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ . وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلٰى الْجَنَّةِ وَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَ يَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ. وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنْ عِنْدَه وَ مَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ. (مسلم شریف)

رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے پریشانی دور کر دے گا۔

جو شخص کسی تنگ دست کو سہولت دے گا (اُس سے قرض وصول کرنے میں نرمی برتے گا) اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا اور آخرت میں سہولت دے گا۔

جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا (اُس کی کمزوری اور خطاکاری چھپائے گا) اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔

جو بندہ طالب علم کے راستے پر چلے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔

جو لوگ کسی خانہ خدا میں کتاب اللہ کی تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کے لیے جمع ہوں اُن پر سکینہ[1] نازل ہوتا ہے۔ رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے اُن کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کے مجمع میں اُن کا تذکرہ فرماتا ہے۔

جس کو اُس کا عمل پیچھے ڈال دے اس کو اس کا نسب (خاندانی بڑائی) آگے نہیں بڑھا سکتا۔

---

[1] یعنی ایسی صورت پیدا ہوتی ہے جس سے قلب کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے لوگوں میں اُن کا وزن اور وقار بڑھتا ہے اور انوار نازل ہوتے ہیں۔

وضواور نماز

(۱۱) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مِنْ يَاتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ. قَالَ اَرَأَيْتَ لَوكَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِيْ خَيْلٍ دُهُمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَه. قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ فَإِنَّهُمْ يَاتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَ اَنَا فُرُطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ . (نسائی شریف)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَيْسَ اَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرَهُمْ وَ اَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ يُؤْتُوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ وَ اَعْرِفُهُمْ تَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ .

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنی اُمت کے اُن لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپ کے بعد آئیں گے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں وہ ایسے بہت سے گھوڑوں میں مل جائیں جو گہرے سیاہ ہوں جن میں سفیدی کا نام نہ ہو تو آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا وہ مالک اپنے گھوڑوں کو نہ پہچان سکے گا؟ صحابہ نے عرض کیا، ضرور پہچان لے گا یا رسول اللہ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میرے اُمتی قیامت کے روز ایسی صورت سے آئیں گے کہ اُن کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں وضو کے اثر سے روشن اور چمکدار ہوں گے اور میں اُن کے انتظام کے لیے حوض کوثر پر پہلے سے پہنچا ہوا ہوں گا۔ میری اُمت کے علاوہ اور کوئی اس طرح کا نہیں ہو گا۔ اور میں اس سے بھی پہچان لوں گا کہ نامہ اعمال اُن کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور میں اس سے بھی پہچان لوں گا کہ اُن کی ذُرّیت (اولاد) اُن کے آگے آگے چلتی ہو گی۔

فائدہ : وضو پہلی اُمتوں میں بھی تھی مگر اس کی یہ تاثیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اس اُمت کی خصوصیت ہے۔

---

(۱۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْـهِ وَسَلَّـم اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ . فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ.

(رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ الترغیب والترہیب، ص:۹۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا بندہ سے قیامت کے روز جس چیز کا سب سے پہلے حساب ہو گا وہ نماز ہے اگر نماز ٹھیک ہے تو اُس کے اور عمل بھی ٹھیک ہوں گے اور اگر نماز ہی میں فساد ہے تو سارے عمل فاسد رہیں گے۔

زکوٰۃ

(۱۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .

مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالاً فَلَمْ یُؤَدِّ زَکوٰتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ شُجَاعًا اَقْرَعَ. لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَاخُذُ بِلَھْزَمَتَیْہِ. یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ وَ اَنَا کَنْزُكَ. ثُمَّ تَلاَ "وَلاَ یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ." (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص کو خدا نے مال دیا۔ پھر اُس نے اُس کی زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے روز اُس کا مال ایسے اژدہا کی شکل بنادیا جائے گا جو زہر کی زیادتی کے سبب گنجا ہو گیا ہو۔ جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ داغ[1] ہوتے ہیں۔ اس اژدھا کو اُس کی گردن کا طوق بنادیا جائے گا وہ اُس کے دونوں جبڑے پکڑے گا۔ پھر کہے گا۔

---

[1] جو خوفناک ہونے کے علاوہ زہر کی زیادتی کی علامت بھی ہوتے ہیں۔

میں ہوں تیرا مال۔ میں ہوں تیرا خزانہ۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی (ولا یحسبن الَّذِین یبخلون) یعنی خداوندِ عالم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اُس مال میں بخل کرتے ہیں جو اُن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت فرمایا ہے وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے کوئی بہتر چیز ہے، بلکہ یہ اُن کے حق میں بہت بری چیز ہے قیامت کے روز اُس مال کو جس میں اُنھوں نے بخل کیا تھا اُن کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔

---

(۱۴) قَالَ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَیْسَ الْمُوْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ

(بیہقی، مشکوٰۃ، ص:۴۱۶)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھرے اور اُس کا پڑوسی اُس کی کروٹ میں بھوکا ہو۔

روزہ

(۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَملِ اِبْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ عَشْرُ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِأئَۃِ ضَعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّومُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ. یَدَعُ شَھْوَتَہٗ. وَ طَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِی. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فُطُوْرِہٖ وَ فَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلخُلُوْفُ فِیْہِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رَیحِ الْمِسْكِ

(صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ابن آدم کا ہر ایک عمل[1] بڑھایا جاتا ہے۔ نیکی کا ثواب دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ہوتا ہے (جذبہ۔ شوق۔ اخلاص۔ محبت جدّ و جہد اور حاجت مند کی ضرورت وغیرہ کے

---

[1] قرآن پاک کی متعدد آیتیں واضح کر رہی ہیں کہ اضافہ نیک کاموں کے ثواب میں ہوتا ہے بری باتوں کے عذاب میں اضافہ قطعاً نہیں ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ مَنْ جَاءَ بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا وَ مَنْ جَاءَ بِالسَّیئۃ فَلاَ یُجْزیٰ الا مِثْلَھَا وَ ھُمْ لاَ یُظلَمُوْنَ (سورہ انعام، آخری رکوع) یعنی جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کا ثواب دس گنا ہوگا اور جو برائی کرتا ہے تو اس کو صرف اس کی برابر اور اس کی مثل ہی جزا دی جائے گی، اُن پر ظلم قطعاً نہیں ہوگا۔

لحاظ سے اضافہ کا تعین فرشتے کرتے رہتے ہیں[۱]) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قاعدہ سے مستثنٰی ہے۔ کیونکہ روزہ میرے ہی لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا[۲] روزہ دار اپنی خواہش اور اپنی کھانا میری خاطر چھوڑ تا ہے (جب کہ تنہائی میں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا) روزہ دار کے لیے دو خوشیاں طے ہیں ایک خوشی افطار کے وقت۔ دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ بیشک روزہ دار کے منہ کی بو (جو خالی انتڑیوں کی وجہ سے ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ بوئے مشک قدرت کی دین ہے کسی عبادت کا نتیجہ نہیں اور روزہ دار کی منہ کی بو ایک ریاضت اور راہِ خدا میں امتحان و آزمائش کا نتیجہ ہے اس لیے عند اللہ بوئے مشک سے بہتر ہے۔

---

۱ جس کے اصول اور قاعدے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔

۲ کوئی شخص دکھاوے کی نماز پڑھ رہا ہے یا نام آوری کے لیے روپیہ تقسیم کر رہا ہے اس کو نماز اور زکوٰۃ ہی کہا جائے گا اور شریعت بھی اس کو زکوٰۃ ہی کہے گی۔ نماز یا صدقہ خیرات ہی کے احکام اس پر جاری ہوں گے لیکن اگر کوئی شخص تنہائی میں کھالیتا ہے اور لوگوں کے سامنے روزہ داروں کی صورت بنائے رکھتا ہے شریعت اس کو روزہ نہیں قرار دیتی شریعت روزہ اسی وقت قرار دے گی جب تنہائی میں بھی اس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ پوری خواہش اور اضطراب کے باوجود تنہائی میں کھانے پینے سے رکنا انسانوں کے لیے نہیں ہو سکتا وہ صرف خدا کے لیے ہی ہو سکتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی جزا کا معاملہ بھی خاص اپنے ہاتھ میں رکھا۔ واللہ اعلم۔

حج وعمرہ

(١٦) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الجَنَّةُ (متفق علیہ)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا
عمرہ عمرہ تک درمیانی مدّت کے لیے کفارہ ہوتا ہے۔ اور وہ حج جو اخلاصِ نیت اور احکام کی پوری پوری پابندی کے ساتھ ہو، اس کی صرف ایک ہی جزا ہے یعنی جنت۔

مہلک گناہ

(۱۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم
اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ قَالَ اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ والسِّحْرُ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ . وَ اَکْلُ الرِّبٰوا وَ اَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ والتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَ قَذْفُ الْمُوْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ . (صحاح)

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:
احتراز کرو سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے۔
صحابہ کرام۔یارسول اللہ وہ کیا ہیں؟
آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔(۱) خدا کا شریک گردانا (۲) جادو (۳) قتل ناحق (۴) سود خوری (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد کے روز پشت دکھانا (۷) بھولی بھالی پاک دامن مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا۔

(۱۸) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ. قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَ هُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذَالِكَ لَعَظِيْمٌ. ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تَقْتَلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تَزْنِیَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ. وَ تلٰی هٰذِهِ الآيَةَ "وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلاَ يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لاَ يَزْنُوْنَ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانا." (سورہ فرقان)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ اللہ کے یہاں کون سا گناہ سب سے بڑھا ہوا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دو۔ حالانکہ تم کو پیدا خدا نے کیا ہے۔ میں نے کہا۔ بیشک یہ تو بہت بڑا گناہ ہے پھر میں نے عرض کیا۔ اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ یہ کہ تم اپنے بچہ کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ بھی تمہارے ساتھ

کھایا کرے گا (خرچ بڑھ جائے گا) میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ فرمایا یہ کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پھر آپ نے اپنے ارشاد کی تائید میں سورہ فرقان کے آخری رکوع کی آیت پڑھی۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو۔ اور نہیں خون کرتے اُس جان کا جس کو حرام قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے مگر جہاں چاہیے اور نہیں زنا کرتے اور جو شخص یہ کام کرے گا پائے گا سخت سزا۔ بڑھایا جائے گا اُس کا عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس عذاب میں ذلیل و خوار ہو کر۔

---

(۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم. لاَ یَحِلُّ دَمُ اِمْرَءٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا فِاِحْدَیٰ ثَلَاثٍ. اَلثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِکُ لِدِیْنِهٖ وَالْمُفَارِقُ لِجَمَاعَتِهٖ (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو مسلمان شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو پھر صرف تین گناہ ہیں جن کی بنا پر اُس کا قتل کرنا جائز[1] ہو سکتا ہے۔ (اگر ان میں سے کوئی گناہ نہ پایا جائے تو اُس کے قتل کی اجازت نہیں دی جا سکتی)۔

(۱) شادی شدہ زانی (یعنی جس کی شادی ہو چکی ہے وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر کسی سے زنا کرے[2]) (۲) جان کے بدلہ میں جان۔ (یعنی جس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا ہے) (۳) وہ[3] شخص جو اپنے دین کو چھوڑے اور اپنی جماعت سے الگ ہو جائے۔

---

[1] یعنی مسلمان حاکم اُن کے قتل کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی کتنا ہی بڑا گنہگار ہو جب تک مقدمہ پیش ہو کر اس کے حق میں قتل کا فیصلہ نہ ہو جائے محض اپنی رائے اور اپنے اختیار سے اس کو کوئی شخص قتل نہیں کر سکتا۔ اگر فیصلہ اور حکم قتل سے پہلے اس کو قتل کر دیا تو قاتل مجرم ہے۔

[2] اگر شادی نہیں ہوئی تھی۔ کنوارا تھا تو اس کو سنگسار کر کے موت کے گھاٹ نہیں اُتارا جا سکتا بلکہ اُس کو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ سو کوڑے اس کے لگائے جائیں گے۔ اگر ایک شادی شدہ تھا ایک کنوارا تھا تو کنوارے کو سو کوڑے اور شادی شدہ کو سنگسار کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[3] جب کہ حکومت اسلامی ہو۔ اور مسلمانوں نے اس حکومت کے حق میں حلف وفاداری اُٹھایا ہو تو جماعت سے الگ ہونا اور معاذاللہ دین سے روگردانی قتل کو مباح کر دیتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

آپس کی پھوٹ

(۲۰)قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم.
اَلا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ مِنْ دَرَجَۃ الصِّیَامِ والصَّدقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ.
قُلْنَا بَلٰی. قَالَ اِصْلاَحُ ذَاتِ الْبَیْن وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الحالِقَۃ. لَا اَقُوْلُ تَحْلُقُ الشِّرْرَ لکن تَحْلُقُ الدِّیْنَ . (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جو روزہ، صدقہ اور نماز کے درجہ سے بھی افضل ہے۔
صحابہ کرام! ضرور فرمایئے۔
ارشاد ہوا۔ اصلاح ذات البین (صلح صفائی اور آپس کے معاملات کو درست رکھنا) یہ ایسا عمل ہے جس کا درجہ نماز روزے اور صدقہ خیرات سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ آپس کا بگاڑ مونڈ ڈالنے والا ''گناہ'' ہے۔
میں یہ نہیں کہتا سر کے بال مونڈ ڈالتا ہے بلکہ دین کو مونڈ ڈالتا ہے۔

اُمتِ محمدیہ میں مفلس کون ہے؟

(۲۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه . اِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ اَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفلِسُ. قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ. قَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاتِیْ بِصَلٰوةٍ وَ صِیَامٍ وَ زَكٰوةٍ وَ یَاتِیْ وَ قَدْ شَتَم هٰذا وَ قَذَفَ هٰذا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذا وَسَفَكَ دَمَ هٰذا وَ ضَرَب هٰذا فَیُعْطٰی هٰذا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَ هٰذا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ وَ طُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِح فِی النَّارِ .

(صحاح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ جانتے ہو مفلس کون ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کیا۔ مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو نہ مال و متاع ہو۔ (ہم اسی کو مفلس سمجھتے ہیں)

آنحضرت ﷺ۔ میری اُمت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے

روز اپنے ساتھ نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا مگر حال یہ ہو گا کہ کسی کو اُس نے گالی دی ہو گی۔ کسی پر تہمت لگائی ہو گی۔ کسی کا مال کھالیا ہو گا۔ کسی کا خون بہایا ہو گا۔ کسی کو مارا ہو گا (پس ان مظلوموں کے مطالبے اور بارگاہِ ربّ العزت میں اُن کے استغاثے بھی ساتھ ساتھ ہوں گے) ان مطالبوں کی ادائیگی اس کی نیکیوں سے ہو گی۔ (کیونکہ قیامت کے روز انسان کی نیکیاں ہی سکہ ہوں گی جن سے مطالبات ادا کیے جائیں گے) چنانچہ ایک آئے گا اور اُس کے مطالبہ کے بموجب اس کی نیکیاں اس کو دیدی جائیں گی اسی طرح دوسرا اور تیسرا آئے گا اور اُن کے مطالبہ کے بموجب اِس کی نیکیاں اُن کو دی جاتی رہیں گی۔ پھر اگر نیکیاں تقسیم ہو کر ختم ہو گئیں اور اُن کے مطالبے باقی رہ گئے تو اب باقی مطالبہ کرنے والوں کے گناہ اُن کے ذمہ سے معاف کر کے اِس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر ان گناہوں کے انبار کے ساتھ اُس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

کسب معاش، اکل حلال، پاک اور ناپاک آمدنی اور اُس کا اثر

تجارت[1]

(۲۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم. اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
سچا امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کیساتھ ہوگا۔

---

[1] تجارت۔ انسانی ضرورتوں کے پورا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اس کی روح امداد باہمی ہے اگر اسی روح اور اسی جذبہ کے ساتھ تجارت کی جاتی ہے تو یہ خلق خدا کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اسلام تاجر کو انبیاء اور شہداء کی رفاقت کی بشارت دیتا ہے کیونکہ انبیاء اور صدیقین و شہداء کی طرح یہ بھی خادم خلق اور بہی خواہ نوع انسان ہے لیکن اگر یہ روح اور یہ جذبہ کار فرمانہ ہو تو یہ اجر و ثواب نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس حدیث میں "صدوق امین" کی قید لگائی گئی ہے۔ دوسری حدیث میں۔ (جس کے راوی معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اس کی مزید توضیح فرمادی گئی ہے) اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تاجروں کا کسب (تجارت) ہر ایک کسب سے زیادہ پاک اور طیب ہے شرط یہ ہے کہ وہ بات چیت میں جھوٹ نہ بولیں۔ انکے امانت سپرد ہو تو اس میں خیانت نہ کریں۔ وعدہ خلافی نہ کریں خریداری کے وقت دام گرانے کے لیے سودے کی برائی اور فروخت کے وقت اسکی تعریف نہ کریں، مطالبہ کی ادائیگی میں ←

دستکاری

(۲۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ (جمع الفوائد)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ دست کار مسلمان سے محبت فرماتا ہے۔

← تاخیر نہ کریں اور اپنا مطالبہ وصول کرنے کیلئے زندگی تنگ نہ کردیں۔ (بیہقی بحوالہ ترغیب وترہیب)
پھر جیسے جیسے تاجر کے ذریعہ عوام کو سہولت ملے گی تاجر کے ثواب میں اضافہ ہوگا اور عوام کو اگر نقصان پہنچے گا تو تاجر کی گردن پر اس کا عذاب ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الجالب مرزوق والمحتکر ملعون (ابن ماجہ ودارمی) یعنی جو سوداگر باہر سے مال منگا کر لوگوں کو سہولت پہنچاتا ہے اس کے رزق میں خیر و برکت ہوگی اور جو نفع اندوزی کی غرض سے مال کو روک کر رکھتا ہے وہ ملعون ہے۔ (معاذاللہ)

کاشتکاری[۱]

(۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَامِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاکُلُ مِنْہُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِیْمَةٌ اِلَّا کَانَ بِہٖ صَدَقَةٌ . (جمع الفوائد)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہوا۔
جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے اُس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا مویشی جو کچھ کھالے وہ اُس کے حق میں صدقہ (خیرات) ہوگا۔

---

۱ باغبانی اور کاشت کا منشا یہ ہے کہ غذا کی ضرورت پوری کی جائے۔ یہ منشا کاشت کار کے پیش نظر رہنا چاہیے اور اس کو تنگ دل نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ فراخ حوصلہ ہونا چاہیے۔ پس اگر کوئی اس کی اجازت کے بغیر درخت یا کھیت سے فیض پارہا ہے تو اگرچہ وہ اپنے حق میں خیانت کر رہا ہے مگر کاشتکار کا کام یہ ہے کہ کاشت کے مقصد (یعنی خلق خدا کو فیض پہنچانے کے منشا) کو سامنے رکھ کر عفو و درگذر سے کام لے اور اللہ کے یہاں اپنے لیے اس کا ثواب محفوظ کرادے۔

(۲۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم.

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا. وَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہٖ الْمُرْسَلِیْنَ. فَقَالَ یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّی بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ. وَقَالَ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ.

ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ. اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَاءِ. یَا رَبِّ یا رَبِّ و مَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُہٗ حَرَامٌ. وَ مَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَ غُذِیَ بِالْحَرَامِ فانّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِکَ (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ طیب ہے وہ صرف طیب (اور پاکیزہ) ہی کو قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو انبیاء اور رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ جس طرح انبیاء اور رسولوں کو (علیہم السلام) خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے رسولو! پاکیزہ اور ستھری چیزیں کھاؤ اور کام کرو اچھے۔ جو تم کرتے ہو اس کو میں جانتا ہوں (سورہ مومنون) اسی طرح مسلمانوں کو بھی یہی ہدایت فرمائی۔ ”اے ایمان والو!

پاکیزہ اور ستھری چیزیں کھاؤ جو تم کو رزق دیں[1] (سورہ بقرہ: ع:۲۱)

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو دور دراز سفر کر رہا ہے۔ پراگندہ سر، بدن گرد میں اٹا ہوا، آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے۔ یارب یارب اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، حرام غذا سے وہ بڑھا پلا، کیا حق[2] ہے کہ اس کی دُعا قبول ہو۔ (صحاح)

---

[1] چنانچہ صدقہ خیرات میں مال حرام مثلاً سود یا رشوت کا روپیہ دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن ایسا ناپاک مال اپنے پاس رکھنا بھی درست نہیں ہے۔ وہ کسی ضرورت مند انسان یا کسی ادارہ کو دیدے۔ اور دینے کے وقت صدقہ، ہدایہ یا زکوۃ کی نیت نہ کرے بلکہ یہی نیت کرے کہ اس کو اپنے پاس رکھنا ناجائز ہے۔ اس لیے اس کو اپنی مِلک سے خارج کر رہا ہوں۔ بیشک اس کو صدقہ خیرات کا ثواب نہیں ملے گا لیکن اس کا ثواب ملے گا کہ اُس نے حکم شریعت کی تعمیل کی۔ اور جو مال شریعت کی مرضی کے خلاف تھا اس کو اپنے پاس نہیں رکھا۔ ممکن ہے اس تعمیل حکم کا ثواب صدقہ، خیرات سے زیادہ ہو۔ واللہ اعلم۔

[2] بے شک نافرمان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قبولیتِ دعا کی توقع رکھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا قدم اس کے غضب سے آگے رہتا ہے اسی لیے قرآن پاک میں اُس نے عام اجازت دی ہے۔ ادعونی استجب لکم ۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

انسانی بھائی چارہ، امداد باہمی، ایک دوسرے کا احترام

(۲۶) قَالَ رَسُول اللّٰه صلّی اللّٰه عَلَیْه وسلّم

اذھب اللّٰه عنکم عبیة الجاھلیة و فخرھا بالآباء. انما ھو مومن تقی او فاجر شقی النّاس کلھم بنو آدم و آدم من تراب. (صحاح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تم سے ہٹا دیا ہے جاہلیت کا گھمنڈ اور باپ دادوں پر فخر جو اسلام سے پہلے تھا۔ اب یک انسان یا مومن پرہیز گار ہے یا بدکار بد بخت۔ تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد[1] ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔

---

[1] جب ایک ماں باپ کی اولاد ہیں تو اونچ نیچ نہیں سب بھائی بھائی ہیں اور جب مٹی سے بنے ہوئے ہیں تو غرور اور گھمنڈ کی گنجائش نہیں۔

(۲۷) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

اُنْصُر اَخَاكَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا فَقَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذَالِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
اپنے بھائی کی مدد کرو۔ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔
ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ اگر وہ مظلوم ہے تو بیشک میں اس کی مدد کروں گا۔ لیکن اگر وہ ظالم ہے تو اس کی مدد کس طرح کر سکتا ہوں۔
فرمایا: اس کو ظلم سے روک دو۔ یہی اُس کی مدد ہے جو تم کر سکتے ہو۔

---

(۲۸) اَلْمُسْلِمُ اَخُوا الْمُسْلِمْ لَا يَظْلِمُهٗ وَ لَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ. اَلتَّقْویٰ هٰهُنَا. وَ يُشِيْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلاثًا بِحَسْبِ اِمْرَءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ .كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِم حَرَامٌ . دَمُهٗ وَ مَالُهٗ وَ عِرْضُهٗ .

(صحاح)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اُس پر ظلم کر سکتا ہے نہ مدد کے موقع پر اس کی مدد سے ہاتھ کھینچ سکتا ہے۔ نہ اس کو حقیر و ذلیل کر سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور فرمارہے تھے۔ تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے (خدا کا خوف دل میں ہونا ضروری ہے۔ یہ درست نہیں کہ "برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر")۔ انسان کے لیے یہی شر کافی ہے اور یہ برائی بہت بڑی برائی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر (گھٹیا) جانے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اُس کا خون حرام۔ اُس کا مال حرام۔ اُس کی آبرو حرام۔

خلق خدا سے ہمدردی۔محبت وشفقت

(۲۹) قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ – فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ . (بیہقی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مخلوقِ خدا، خدا کا کنبہ ہے۔ پس سب سے محبوب اللہ کے یہاں وہ ہے جو اس کے کنبہ پر احسان کرتا ہے۔ (خلق خدا کی خدمت کرتا ہے۔)

---

(۳۰)قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ . (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو رحم کرنے والے ہیں اُن پر رحمان (اللہ تعالیٰ) رحم فرماتا ہے۔ بس تم اُن پر رحم کرو۔ جو زمین میں ہیں۔ تم پر وہ رحم کریگا جو آسمان میں ہے۔

---

(۳۱) قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم
لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تُحَابُّوا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ . اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ .
(صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک مومن نہ ہو جاؤ۔ اور باایمان نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔
دیکھو! میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر اُس کو کرتے رہو تو آپس میں محبت بڑھتی رہے گی۔ سلام کا رواج عام کرو، جو سامنے آجائے اُسے سلام کرو خواہ اس کو جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

بغض،حسد،کینہ،دشمنی،غیبت،چغلی،بدگمانی وغیرہ

(۳۲) عَنْ اِبْنِ عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا صَعِدَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَلْمِنبَرَ. فَنَادیٰ بِصَوْتٍ رَفِیْعٍ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِہٖ وَ لَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِہٖ. لاَ تُوْذُوْا الْمُسلِمِیْنَ وَلاَ تُعَیِّرُوْھُمْ. وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِھِمْ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّتَّبِعُ عَوْرَۃَ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ . یَتَّبِعُ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَ مَنْ یَّتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یُفْضِحْہٗ وَ لَوْ فِی جَوْفِ رَحْلِہٖ .

(صحاح)

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے پھر بلند آواز سے ندا دی۔ اور فرمایا۔

اے وہ لوگو جو زبان سے مسلمان ہو گئے اور ایمان اُن کے دل تک نہیں پہنچا۔ مسلمانوں کو ایذا مت دو (اُن کو تکلیف نہ پہنچاؤ) ان کو عار مت دلاؤ۔ (اُن کی کمزوریاں سامنے لا کر شرمندہ مت کرو) اور اُن کی پوشیدہ کمزوریوں کی کھوج مت کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی

کی کمزوری کی کھوج کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی کمزوریوں کی کھوج کرے گا اور جس کی کمزوری کی کھوج اللہ تعالیٰ کرے، وہ اس کو رسوا کر دے گا۔ اگرچہ اُس نے یہ عیب کی بات اپنے کجاوہ یا اپنے مکان کے سب سے پوشیدہ حصہ میں کی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو طشت از بام کر دے گا۔

---

(۳۳) قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا. (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

بدگمانی قائم کرنے سے احتراز کرو۔ کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے (جھوٹی بات سے دل و دماغ اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا کسی کے متعلق غلط گمان قائم کر لینے سے ہوتا ہے۔) اور کنسوئیں[1] مت لو۔ ٹوہ[2] مت رکھو۔ ایک کو دوسرے کے خلاف نہ بھڑکاؤ۔ اور ایک دوسرے کے پیچھے برائی مت کرو۔ اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو کر رہو۔

---

[1] لوگوں کی باتیں چوری سے کان لگا کر سننا کنسوئیں لینا کہلاتا ہے۔ جو بہت معیوب اور شرعاً ممنوع ہے۔

[2] یعنی کھود کرید کر کے عیب مت تلاش کرو۔

(۳۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لِمَا عَرَجَ بِیْ رَبِّیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَھُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمَشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَ صُدُوْرَھُمْ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤلَاءِ یَا جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ ھٰؤلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَ یَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِھِمْ ۔ (صحاح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھ کو میرا رب معراج کے لیے لے گیا۔ (عزو جل) تو میں ایسے لوگوں پر گذرا جن کے ناخون تانبے کے تھے۔ وہ اپنے چہروں اور سینوں کو کھسوٹ رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو انسانوں کا گوشت کھایا کرتے (پیٹھ پیچھے برائیاں کیا کرتے تھے) اور اُن کی آبرو پر حملے کرتے تھے۔

---

(۳۵) قَال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَہ عِنْدَ الْغَضَبِ. (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کشتی میں پچھاڑ دینے سے انسان قوی پہلوان نہیں ہوتا۔ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول رکھے (قابو سے باہر نہ ہو)

کی کمزوری کی کھوج کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی کمزوریوں کی کھوج کرے گا اور جس کی کمزوری کی کھوج اللہ تعالیٰ کرے، وہ اس کو رسوا کر دے گا۔ اگرچہ اُس نے یہ عیب کی بات اپنے کجاوہ یا اپنے مکان کے سب سے پوشیدہ حصہ میں کی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو طشت از بام کر دے گا۔

---

(۳۳) قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا. (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

بدگمانی قائم کرنے سے احتراز کرو۔ کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے (جھوٹی بات سے دل و دماغ اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا کسی کے متعلق غلط گمان قائم کر لینے سے ہوتا ہے۔) اور کنسوئیں[1] مت لو۔ ٹوہ[2] مت رکھو۔ ایک کو دوسرے کے خلاف نہ بھڑکاؤ۔ اور ایک دوسرے کے پیچھے برائی مت کرو۔ اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو کر رہو۔

---

[1] لوگوں کی باتیں چوری سے کان لگا کر سننا کنسوئیں لینا کہلاتا ہے۔ جو بہت معیوب اور شرعاً ممنوع ہے۔

[2] یعنی کھود کرید کر کے عیب مت تلاش کرو۔

(۳۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لِمَا عَرَجَ بِیْ رَبِّیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَھُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمَشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَ صُدُورَھُمْ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤلَاءِ یَا جَبجرَئِیْلُ فَقَالَ ھٰؤلَاءِ الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَ یَقْعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِھِمْ ۔ (صحاح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھ کو میرا رب معراج کے لیے لے گیا۔ (عزو جل) تو میں ایسے لوگوں پر گذرا جن کے ناخون تانبے کے تھے۔ وہ اپنے چہروں اور سینوں کو کھسوٹ رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو انسانوں کا گوشت کھایا کرتے (پیٹھ پیچھے برائیاں کیا کرتے تھے) اور اُن کی آبرو پر حملے کرتے تھے۔

---

(۳۵) قَال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَہ عِنْدَ الْغَضَبِ. (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کشتی میں پچھاڑ دینے سے انسان قوی پہلوان نہیں ہوتا۔ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول رکھے (قابو سے باہر نہ ہو)

نصیحتیں اور ہدایتیں

(۳۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِیَ وَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَ ذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِیْ وَ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ . (صحاح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت ﷺ نے (مجھ سے خطاب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

بیٹا اگر تم صبح و شام اس طرح کر سکو کہ تمہارے دل میں کسی سے کینہ کپٹ نہ ہو۔ تو ضرور کرو۔

پھر ارشاد ہوا۔ بیٹا میرا طریقہ یہی ہے۔ اور جو میرے طریقہ کو محبوب رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ ہوگا جنت میں۔

(۳۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلّم مَنْ یَاخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا. قَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبُدَ النَّاسِ. وَ ارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ. وَ اَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَ اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا. وَلَا تُکْثِرِ الضِّحْکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضِّحْکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ . (صحاح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چند باتیں بتارہا ہوں انھیں کون یاد رکھے گا؟ کہ وہ خود بھی عمل کرے اور ایسے لوگوں کو بتائے جو اُن پر عمل کریں۔

حضرت ابوہریرہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر پانچ نصیحتیں شمار کرادیں۔

(۱) حرام باتوں[۱] سے بچتے رہو۔ سب سے زیادہ عبادت گذار ہو جاؤ گے۔

---

[۱] سود۔ رشوت۔ خیانت کی طرح جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، کینہ، حسد، گالی گلوچ جیسی باتیں بھی حرام ہیں۔ ان سب سے بچنا خود عبادت ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہارا حصہ مقرر کر دیا ہے، اُس پر راضی رہو۔ تم سب سے زیادہ غنی اور بے نیاز ہو جاؤ گے۔

(۳) پڑوسی سے اچھا سلوک کرتے رہو۔ شانِ مومن حاصل کر لو گے۔

(۴) دوسروں کے لیے وہی پسند کرو۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ مسلم کامل بن جاؤ گے۔

(۵) زیادہ مت ہنسو۔ کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ[1] بنا دیتا ہے۔

---

(۳۸) اِضْمِنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمِنُ لَکُمُ الْجَنَّۃَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَ اُوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَ اَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ. وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ وَ غَضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ (احمد و بیہقی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: چھ کاموں کی ذمہ داری تم لے لو تمہارے لیے جنت کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ جب بولو سچ بولو۔ جب وعدہ کرو پورا کرو۔ جب تمہیں کوئی امانت سپرد ہو اس کو صحیح صحیح ادا کرو۔ شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ نگاہیں نیچی رکھو۔ ہاتھ روکو (ظلم و زیادتی سے)

---

[1] قلب مومن میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا سوز۔ خوف خدا کی تپش اور خلق خدا کا درد ہوتا ہے۔

(۳۹) قَالَ رَسُوْل اللّٰه صلّی اللّٰهُ عَلَیْه وَسَلَّم. اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ . وَالْمُوْمِنُ مَنْ اَمِنَ النَّاسُ عَلٰى دِمَاءِ هِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِی طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالـذُّنُوْب . (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے خون اور مال امن میں رہیں۔ مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرتا رہے۔ مہاجر وہ ہے جو چھوٹے بڑے گناہ چھوڑ دے۔

---

(۴۰) قال صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم. مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَ عَمِلَ فِی سُنَّةٍ. وَ اَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ. دَخَلَ الْجَنَّة . (صحاح)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جس کی خوراک پاک ہو۔ اور سنت کے مطابق عمل کرتا رہے اور لوگ اس کی شرارتوں سے محفوظ رہیں۔ وہ جنتی ہے۔ واللہ اعلم

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العٰلمين

محمد میاں

۲۹؍ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ - ۳۰؍جون ۱۹۶۲ء

یک شنبہ بوقت عصر